ظفر دارک قاسمی*

اسلام کا معاشی نظام عہد حاضر کے تناظر میں

اسلام ایک سچا مذہب ہے۔ زندگی کے تمام شعبوں پر اسلامی تعلیمات موجود ہیں اگر دنیائے انسانیت اسلام کی روشن تعلیمات پر عمل پیرا ہو جائے تو یقیناً امت محمدیہ کامیابی و کامرانی کی معراج حاصل کر لے گی انسان کا سب سے بڑا حق جینے کا ہے اور اس بنیادی حق کو باقی رکھنے کے لیے لازمی طور پر معاش کی ضرورت پڑتی ہے اس سلسلے میں اسلام نے مثبت طور پر حلال رزق کی جدوجہد کی ترغیب دی ہے اور اسے ہر مسلمان پر فرض کیا ہے۔ محمد ﷺ نے فرمایا جب تم فجر کی نماز پڑھ لو تو اپنی روزی کی تلاش سے غافل ہو کر سوتے نہ رہو۔ قرآن میں ارشاد ہے:

وَلَا تَنسَ نَصِيبَكَ مِنَ الدُّنْيَا (القصص آیت نمبر ۷۷)

''یعنی دنیا سے اپنا حصہ نہ بھولو'' محمد ﷺ نے کسب حلال کو ''فریضۃ بعد الفریضۃ'' قرار دیا ہے''۔ محمد ﷺ نے ایک صحابی کو دیکھا جو خستہ حال تھے آپ نے ان سے دریافت کیا تمہارے پاس کچھ ہے؟ انھوں نے بتایا دو درہم ہیں، آپ ﷺ نے ان سے ایک درہم کی کلہاڑی خریدی اور اسے لکڑیاں کاٹنے پر مامور کیا[۱] اس طرح آپ ﷺ نے محنت کرنے کی ترغیب دلائی مذکورہ شواہد کی روشنی میں یہ بات کہیں جا سکتی ہے کہ اسلام نے کسب حلال پر خاص توجہ مبذول کرائی ہے اور محنت و مشقت برداشت کر کے رزق حلال کی کوشش کرنی چاہیے آج ہمارے معاشرے میں محنت اور صنعت و حرفت کا سلسلہ ختم ہو چکا ہے کسب مال کی ہر جائز و ناجائز شکل اختیار کیے ہوئے ہیں جس سے معاشرے میں فاسد عناصر کا بول بالا ہے، جب کہ صنعت و حرفت کے ذریعہ سے روزی کی تکمیل ہر انسان پر فرض کفایہ ہے۔ اور بعض گناہوں کا کفارہ۔ روزی کمانے مین مغموم متفکر رہنا۔ [۲]

آپ ﷺ نے فرمایا۔ جو شخص دنیا کو جائز طریقے سے حاصل کرتا ہے کہ سوال سے بچنے اور اہل و عیال کی کفالت کرے اور ہمسایہ کی مدد کرے تو قیامت کے دن جب وہ اٹھے گا تو اس کا چہرہ چودھویں کے چاند کی طرح روشن ہوگا۔ [۳]

اسلامی فقہ میں معاشی جدوجہد کو فرض عین اور پیداوار کو فروغ دینے کی کوشش کو فرض کفایہ قرار دیا ہے۔ ''ردالمحتار علی الدر المختار میں ہے کہ ضروری صنعتوں کا قیام فرض کفایہ میں ہے[۴] شیخ الاسلام امام تقی الدین احمد ابن تیمیہ

* ریسرچ اسکالر، شعبہ دینیات (سنی)، اے ایم یو علی گڑھ انڈیا

نے اور اس سلسلے میں مختلف فقہا نے اس امر کا اظہار کیا ہے کہ ان صنعتوں کا قیام فرض کفایہ میں سے ہے۔ اس لیے کہ معاش کی تکمیل ان کے بغیر ممکن نہیں۔ اگر ہم دنیا کے افق پر اس سلسلے میں طائرانہ نظر ڈالتے ہیں تو مسلم ممالک میں عالمی پیمانہ پر کوئی صنعت نہیں ہے جس سے مسلمانوں کی معاشی حالت مستحکم ہو۔ آج جتنی بھی صنعتیں ہیں ان سب پر حکمرانی یورپ کی ہے جس کی وجہ سے وہ معاشی طور پر خاصے مضبوط ہیں۔ آج ضرورت اس بات کی ہے کہ اسلام کی ان تعلیمات کو اوڑھنا بچھونا بنایا جائے تاکہ دین و دنیا دونوں میں کامیابی حاصل ہو۔

اسلامی معاشیات کا ایک اساسی اصول یہ ہے کہ تمام انسانون کے لیے معاشی سہولتیں فراہم کی جائیں، قدرت کے ودیعت کردہ رسائل کو ترقی دیجائے، رزق کے مخزنوں کو چند ہاتھوں میں اس طرح مرکوز نہ ہونے دیا جائے کہ دوسروں پر اس کے دروازے بند ہو جائیں اسلام کے معاشی نظام کے مثبت معاشی مقاصد میں غربت کا انسداد اور تمام انسانون کو معاشی جدوجہد کے مساوی مواقع فراہم کرنا بڑی اہمیت کا حامل ہے۔ اسلام سب کو حصول رزق کے مواقع عطا کرنے اور مثبت طور پر ایسی حکمت عملیاں بنانے کی تاکید کرتا ہے۔ جس سے غربت و افلاس ختم ہو اور انسانوں کی بنیادی ضرریات لازماً حاصل ہو۔ اسلام محض افلاس، غربت، معیار زندگی کے گرنے کے خطرات اور قلت وسائل کے غوغا سے انسان کشی اور نسل کشی کی پالیسی کی اجازت نہیں دیتا اس سلسلے میں قرآن مجید نے واضح طور پر تنبیہ بیان فرمائی ہے۔

وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَوْلَادَكُمْ خَشْيَةَ اِمْلَاقٍ نَحْنُ نَرْزُقُهُمْ وَاِيَّاكُمْ اِنَّ قَتْلَهُمْ كَانَ خِطْءًا كَبِيْرًا (بنی اسرائیل (۳۱)

اور تم اپنی اولاد کو افلاس کے ڈر سے قتل نہ کرو ہم ہی ان کو رزق دیتے ہیں اور تو م کو بھی، ان کا مارنا بڑی خطا ہے۔ محمد ﷺ نے اہل ثروت کو حکم دیا کہ وہ مرغیاں پالیں تاکہ فراخی حاصل کریں۔ ۵ اسلام کا مزاج مغرب کی تمام معاشی تحریکات سے منفرد اور جداگانہ ہے وہ ہر فرد اور پوری امت کی توجہ کو معاشی وسائل کی ترقی اور پیداواری امکانات سے پورا پورا فائدہ اٹھانے میں مرکوز کرتا ہے۔ معاشرت میں انصاف اور آزادی کے قیام کے ساتھ ساتھ غربت و افلاس کا انسداد کرکے بہتر معاشی زندگی کا قیام ممکن بناتا ہے۔ قرآن کریم اور حدیث میں رزق حلال کی جتنی اہمیت بیان کی گئی ہے وہ اس امر کو ثابت کرتی ہے کہ اسلام کے معاشی نظام صرف جائز اور حلال رزق کے فروغ کے مساعی ہوں گے۔

ارشاد الٰہی ہے: يَا اَيُّهَا النَّاسُ كُلُوْا مِمَّا فِي الْاَرْضِ حَلٰلًا طَيِّبًا (البقرہ:۱۶۸)

''اے لوگو جو چیزیں زمین میں موجود ہیں ان میں حلال اور پاک چیزیں کھاؤ۔''

رسول کریم ﷺ نے فرمایا:

ماا کل احد طعا ماً قط خیرا من ان یاکل من عمل یدیه و ان نبی الله داؤد علیه اسلام

کان یاکلن من عمل یدیہ ۶ کسی نے بھی اپنے ہاتھ کے کمائے ہوئے عمل سے زیادہ بہتر طعام نہیں کھایا۔ اللہ کے نبی حضرت داؤدؑ اپنے ہاتھ سے کما کر کھاتے تھے اسلام نے معاشی جدو جہد کو حلال وحرام کا پابند کیا ہے یہ ایک ایسا سچا اصول ہے جس سے دور جدید کی معاشیات قطعاً نا آشنا ہے۔ اسلامی معیشت میں صرف کی تکثیر کی جگہ اس کے انسب سطح کا حصول پیش نظر رہتا ہے اور ایک حقیقی تلافی معیشت ظہور میں آتی ہے۔ اسلام کے بنیادی اصولوں میں سے ایک حرمت ربوا ہے جو معاشی نظام کا سب سے بڑا ذریعہ ہے، اسلام میں سود کو اس کی ہر شکل میں حرام قرار دیا ہے اور اس کے لینے والے کو اللہ اور اس کے رسول کے خلاف اعلان جنگ قرار دیا ہے قرآن میں۔

یَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَأْكُلُوا الرِّبَا أَضْعَافًا مُّضَاعَفَةً وَاتَّقُوا اللَّهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ (آل عمران۔۱۳۰)

اے ایمان والوں سود مت کھاؤ دونے پر دونا اور ڈرو اللہ سے تاکہ تمہارا بھلا ہو۔ ایک حدیث میں رسول ﷺ نے سود کھانے والے پر سود لکھنے والے پر۔ سود کے گواہوں پر لعنت بھیجی ہے۔ اور سب کو برابر قرار دیا ہے۔ ۷

اسلام میں سود کی ممانعت محض اخلاقی بنیادوں پر نہیں، بلکہ اس کے خطرناک اقتصادی، سماجی اور سیاسی مضمرات کی بنا پر بھی ہے۔ دور جدید میں کتنے افراد ایسے ہیں جو سودی کاروبار کر رہے ہیں جس سے معاشرہ کی اور سماج کی معاشی صورت حال بد سے بدتر ہوتی نظر آرہی ہے۔ اس لیے ایسے افراد کو ضروری ہے کہ اسلام کی ان روشن ہدایات پر عمل کریں اگر انھیں اپنے معاشی وجود کو استحکام بخشنا ہے تو اس خطرناک صورت سے بچنے کے لیے طریقہ یہ ہے کہ مختلف ملکوں اور شہروں میں اسلامی بینکنگ کا نفاذ عمل آچکا ہے ہمیں چاہیے کہ ان سے رجوع کریں اور اپنے معاشی مسائل کو حل کریں۔

اسلام نے تجارت اخلاقیات کا ایک ضابطہ پیش کیا ہے تجارتی لین دین دلوں اور خدا ترس کے جذبات کو فروغ دیتا ہے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَكُم بَيْنَكُم بِالْبَاطِلِ إِلَّا أَن تَكُونَ تِجَارَةً عَن تَرَاضٍ مِّنكُمْ (النساء:۲۹)

:...... اے ایمان والوا اپنے اموال کو آپس میں باطل کی راہ سے نہ کھاؤ' بلکہ باہمی رضامندی کے ساتھ تجارت کی راہ سے نفع حاصل کرو''۔ اسلام نے معیشت کے ان تمام ذرائع کو ممنوع قرار دیا ہے جو ظلم و زیادتی اور دوسروں کی حق تلفی پر منحصر ہو۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''امانت دار تاجروں کا حشر صدیقوں اور شہداء کیساتھ ہوگا'' ۸

آجر اور مزدور کے تعلقات کے ضمن میں قرآن پاک نے مزدور کی صفات طاقت ور اور امانت دار بتائی ہیں۔ ارشاد ربانی ہے: قَالَتْ إِحْدَاهُمَا يَا أَبَتِ اسْتَأْجِرْهُ إِنَّ خَيْرَ مَنِ اسْتَأْجَرْتَ الْقَوِيُّ الْأَمِينُ (القصص:۲۶)

''...... ان دو لڑکیوں میں ایک نے کہا کہ: اے میرے باپ! آپ اسے مزدوری میں رکھ لو'' بے شک جنھیں تم مزدور بناؤ ان میں وہی بہتر ہے جو طاقت ور اور امانتدار ہو'' حضور ﷺ نے فرمایا ''تین شخص ایسے ہیں کہ میں قیامت کے دن ان کا دشمن ہوں گا، ان مین سے ایک شخص وہ ہے جو کسی مزدور کو اجرت پر لے پھر اس سے پورا کام لے اور اجرت نہ دے'' ۹

حضورﷺ نے فرمایا ''مزدوور کو مزدوری اس کا پسینہ خشک ہونے سے پہلے ادا کردی جائے''۔ ۱۰

تجارت کے سلسلے میں اسلام باہمی آزاد رضامندی کی تلقین کرتا ہے، تجارت کی بنیاد تعاون باہمی پر ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ دیانت، جائز اور مباح کی تجارت ذخیرہ اندوزی کی ممانعت، اسراف کی بندش بھی عائد کرتا ہے جیسا کہ ارشاد خداوندی ہے:

وَكُلُوا وَاشْرَبُوا وَلَا تُسْرِفُوا إِنَّهُ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِينَ (الاعراف:۳۱)

''......کھاؤ اور پیو مگر اسراف نہ کرو اللہ تعالیٰ مسرفین کو پسند نہیں کرتا ہے''۔ اسلام دولت کے ارتکاز کو پسند نہیں کرتا اسلام نے اس بات کا اہتمام کیا ہے کہ مختلف معاشرتی، ادارتی قانونی اور اخلاقی تدابیر سے دولت کی تقسیم زیادہ سے زیادہ منصفانہ ہو اور پورے معاشرے میں گردش کرے۔ ارشاد ربانی ہے

كَيْ لَا يَكُونَ دُولَةً بَيْنَ الْأَغْنِيَاءِ مِنكُمْ (الحشر:۷)

''......ایسا نہ ہو کہ یہ مال و دولت تمہارے دولت مندوں ہی میں گردش کرتا رہے''۔

حضور اکرمﷺ کا ارشاد ہے: ''اقسمو المال بين الفرايض على كتاب الله''۔ ۱۱

اللہ تعالیٰ کی کتاب کے مطابق اپنا مال ان لوگوں میں تقسیم کرو جن کا حق مقرر کیا گیا ہے۔

۲: يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّ كَثِيرًا مِّنَ الْأَحْبَارِ وَالرُّهْبَانِ لَيَأْكُلُونَ أَمْوَالَ النَّاسِ بِالْبَاطِلِ وَيَصُدُّونَ عَن سَبِيلِ اللَّهِ وَالَّذِينَ يَكْنِزُونَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يُنفِقُونَهَا فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَبَشِّرْهُم بِعَذَابٍ أَلِيمٍ o يَوْمَ يُحْمَىٰ عَلَيْهَا فِي نَارِ جَهَنَّمَ فَتُكْوَىٰ بِهَا جِبَاهُهُمْ وَجُنُوبُهُمْ وَظُهُورُهُمْ هَٰذَا مَا كَنَزْتُمْ لِأَنفُسِكُمْ فَذُوقُوا مَا كُنتُمْ تَكْنِزُونَ (التوبہ:۳۴-۳۵)

''......اے ایمان والو اور جو لوگ سونا اور چاندی گاڑھ کر رکھتے ہیں اور اللہ کی راہ میں اس کو خرچ نہیں کرتے ہیں ان کو دردناک عذاب کی خوشخبری سنادے۔ جس دن دوزخ کی آگ دہکائیں گے اس مال پر پھر اس سے ان کے ماتھے اور کروٹیں اور پیٹھیں داغیں گے (کہا جائے گا) یہ ہے جو تم نے گاڑ کر رکھا تھا۔ اپنے واسطے، اب مزا چکھو اپنے گاڑنے کا''۔ ہنگامی ضرورت کے وقت لوگوں کے لیے ضروری ہے کہ جو کچھ انھوں نے اپنی ضررت کے لیے رکھا ہے۔ اس میں سے بھی حسب ضرورت عطیہ دیں جسے صدقات کہتے ہیں، یہ بھی نظام مملکت کے تابع ہوگا ارشاد ربانی ہے:

خُذْ مِنْ أَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيهِم بِهَا وَصَلِّ عَلَيْهِمْ إِنَّ صَلَاتَكَ سَكَنٌ لَّهُمْ وَاللَّهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ (توبہ ۱۰۳)

''...... لے ان کے مال میں سے زکوٰۃ پاک کرے تو ان کو اور بابرکت کرے تو ان کو اس کی وجہ سے اور دعا دے ان کو بے شک تیری دعا ان کے لیے تسکین ہے اور اللہ سب کچھ سنتا اور جانتا ہے''۔

قرآن پاک اس بات کی سخت مذمت کرتا ہے کہ انسان جائز طریقوں سے حاصل شدہ دولت کو ناجائز کاموں میں

اڑانے یا اپنے ہی عیش وعشرت پر اسے صرف کرتا چلا جائے۔

ارشاد الٰہی ہے: وَلَا تُسْرِفُوا اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِيْنَ (الاعراف:۳۱)

''خرچ میں حد سے نہ گزرو اللہ فضول خرچ لوگوں کو پسند نہیں کرتا''۔

اگر ہم موجودہ دور میں عالمی سطح پر غربت وافلاس کا جائزہ لیں تو یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ دنیا میں کتنے ایسے افراد ہیں جو خط افلاس سے نیچے زندگی گذارنے پر مجبور ہیں ہماری حکومتیں جو انسانیت کی خیر خواہی کا دعویٰ کرتے نہیں تھکتی یہ متذکرہ بالا وعیدوں سے بچ پائیں گی؟

المیہ یہ ہے کہ ہماری حکومتوں کے پاس ذخیرہ اندوزی کافی تعداد میں ہے اس کے باوجود ان افراد اور کنبوں کی کوئی پرواہ نہیں جن کے پاس نہ کھانے کے اسباب موجود ہیں اور نہ رہنے سہنے کے لیے اسباب کی فراہمی ہے۔ جبکہ ٹنوں مال سٹر کر کوڑے دان میں ڈال دیا جاتا ہے۔ ادھر مہنگائی نے عام آدمی کی کمر توڑ رکھی ہے۔ جس کی بنا پر عام آدمی کو دو وقت کی روٹی لالے پڑے ہیں۔ اس لیے ضرورت اس بات کی ہے کہ اسلام کی نظام معیشت سے وابستہ تعلیمات کو آئین وقوانین میں شامل کیا جائے تا کہ مہنگائی اور غربت وافلاس کا خاتمہ ہو سکے۔

مراجع

۱۔ المتقی، الشیخ علاء الدین علی الہندی۔ کنز العمال فی سنن الاقوال والافعال ج ۲ ص ۱۹۶،

۲۔ الاصبہانی، ابو نعیم، حلیۃ الاولیاء، دار الکتاب العربی بیروت لبنان ۱۹۴۷ء

۳۔ ابن عابدین، محمد امین رد المختار علی الدر المختار ص:۳۲

۴۔ ابن تیمیہ، احمد بن عبد الحلیم شیخ الاسلام: الحسبۃ فی الاسلام ص:۱۴۔۱۷

۵۔ ابن ماجہ، ابو عبد اللہ محمد بن یزید، السنن ج ۲ ص ۲۸ الطبعۃ الاولی المطبعۃ التازیخ بمصر ۱۳۴۶ھ

۶۔ البخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، ج ۲: ص: ۵ مطبعۃ مصطفیٰ البابی مصر ۱۳۵۵ھ

۷۔ النیشاپوری، مسلم بن الحجاج الامام، الصحیح المسلم ج ۲ ص ۲۷، اصح المطابع دہلی ۱۳۷۶ھ

۸۔ الترمذی۔ محمد بن عیسیٰ، سنن ترمذی ج ۱ ص: ۱۶۵

۹۔ النیشاپوری، مسلم بن الحجاج الامام الصحیح ج ۲ ص ۱۲۷ اصح المطابع دہلی ۱۳۷۶ھ

۱۰۔ الترمذی، محمد بن عیسیٰ، سنن ترمذی، ج ۱ ص ۱۶۵

۱۱۔ البخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح ج ۱ ص ۳۰۲